Digitized by Khilafat Library Rabwah

فون ۹۹۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم جمعہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۲۵ پیسے

جلد ۶۳/۲۸ | ۲۵ شعبان ۱۳۹۴ھ ۔ ۱۳ تبوک ۱۳۵۳ہش ۔ ۱۳ ستمبر ۱۹۷۴ء | نمبر ۲۱۰

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۱۳ ر تبوک۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمدللہ

احباب جماعت حضور ایدہ اللہ کی صحت و عافیت کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

سب عزتوں سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ہے

آپؐ ہی نے بحر و برّ پر محیط کامل فساد کو دُور کر کے دُنیا کو ازسرِ نو زندہ کیا

"سب عزّتوں سے بڑھ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت ہے جس کا کُل اسلامی دُنیا پر اثر ہے۔ آپؐ ہی کی عزت نے پھر دُنیا کو زندہ کیا۔ عرب جس میں زنا، شراب اور جنگ جُوئی کے سوا کچھ رہا نہ تھا اور حقوق العباد کا خون ہو چکا تھا ہمدردی اور خیر خواہی نوعِ انسان کا نام و نشان تک مٹ چکا تھا اور نہ صرف حقوق العباد ہی تباہ ہو چکے تھے بلکہ حقوق اللہ پر اس سے زیادہ تاریکی چھا گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی صفات پتھروں، بُوٹیوں اور ستاروں کو دی گئی تھیں۔ قسم قسم کا شرک پھیلا ہوا تھا۔ عاجز انسان اور انسان کی شرمگاہوں تک کی پُوجا دُنیا میں ہو رہی تھی۔ ایسی حالتِ مکروہ کا نقشہ اگر ذرا دیر کے لئے بھی ایک سلیم الفطرت انسان کے سامنے آجاوے تو وہ ایک خطرناک ظلمت اور ظلم و جور کے بھیانک اور خوفناک نظّارہ کو دیکھے گا۔ فالج ایک طرف گِرتا ہے مگر یہ فالج ایسا فالج تھا کہ دونوں طرف گِرا تھا۔ فسادِ کامل دُنیا میں برپا ہو چکا تھا۔ نہ بحر میں امن و سلامتی تھی اور نہ برّ پُرسکون و راحت۔

اب اس تاریکی اور ہلاکت کے زمانہ میں ہم رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہیں۔ آپؐ نے آکر کیسے کامل طور پر اُس کے دونوں پہلو درست فرمائے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو اپنے اصل مرکز پر قائم کر دکھایا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی طاقت کا کمال اس وقت ذہن میں آسکتا ہے جبکہ اس زمانے کی حالت پر نگاہ کی جاوے۔ مخالفوں نے آپؐ کو اور آپؐ کے متّبعین کو جس قدر تکالیف پہنچائیں اور اس کے بالمقابل آپؐ نے ایسی حالت میں جبکہ آپؐ کو پورا اقتدار اور اختیار حاصل تھا اُن سے جو کچھ سلوک کیا وہ آپؐ کے علوّ شان کو ظاہر کرتا ہے۔

ابوجہل اور اس کے دوسرے رفیقوں نے کونسی تکلیف تھی جو آپؐ کو، آپؐ کے جاں نثار خادموں کو نہیں دی۔ غریب مسلمان عورتوں کو اُونٹوں سے باندھ کر مخالف جہات میں دوڑایا اور وہ چیری جاتی تھیں محض اس گناہ پر کہ وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پر کیوں قائل ہوئیں۔ مگر آپؐ نے اس کے مقابل صبر و برداشت سے کام لیا اور جبکہ مکّہ فتح ہُوا تو لَا تَثۡرِیۡبَ عَلَیۡکُمُ الۡیَوۡمَ کہہ کر معاف فرمایا۔ یہ کس قدر اخلاقی کمال ہے جو کسی دوسرے نبی میں نہیں پایا جاتا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۷۹، ۸۰)

اِسلام کا غالب آنا ہر شک و شبہ سے بالا ہے

سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ فرمودہ ۱۹ر ستمبر ۱۹۴۴ء میں اسلام کی موعودہ ترقیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"فَاِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا ۔ اِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا میں اللہ تعالیٰ نے ایک تو آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے زمانہ میں عظیم الشان انعامات کا وعدہ فرمایا ہے اور اسے دوہرا کر اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ آخری زمانہ میں اسلام پر پھر مشکلات اور مصائب آنے والے ہیں مگر اے محمد (صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم) تیری قربانیاں اتنی بڑھی ہوئی ہیں کہ دوبارہ جب اسلام پر تنگی اور تکالیف کا زمانہ آئے گا تو انہی کے طفیل ہم دوبارہ یُسر پیدا کر دیں گے آخری زمانہ کی تنگیوں کی قیمت بھی ہم نے محمد (صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم) کی قربانیوں کی صورت میں وصول کر لی ہے اور یہی قربانیاں دوبارہ اسلام کے لئے رحمت اور فضل کا دروازہ کھلنے کا ذریعہ بن جائیں گی۔ یہ گویا اللہ تعالیٰ کا ایک وعدہ ہے جس کا مبادلہ بھی اللہ تعالیٰ وصول کر چکا ہے اور اللہ تعالیٰ کا تو وہ وعدہ بھی نہیں ٹل سکتا جس کا کوئی مبادلہ نہ ہو تو یہ کیسے ٹل سکتا ہے اور ایسے وعدہ کا ٹلنا تو گویا بیع فسخ کرنے کے مترادف ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کوئی ہبہ کر کے پھر اسے واپس لے وہ گویا قے کر کے چاٹنے والا ہے۔ اور وہ جو ایک سودا کر کے فسخ کرے وہ تو اور زیادہ بُرا فعل کرتا ہے پس اللہ تعالیٰ نے اس وعدہ کو اور زیادہ پختہ بنانے کے لئے فرما دیا کہ ہم نے آخری زمانہ کے یُسر کے لئے بھی محمد (صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم) سے قربانیاں وصول کر لی ہیں اسلئے اب وہ بالکل پکّی بات ہے۔

پس جہاں تک تو اسلام کی ترقیات کا سوال ہے وہ ضرور آنے والی ہیں یہ ایک ایسی یقینی بات ہے کہ اس میں کوئی شبہ نہیں مگر سوال صرف یہ ہے کہ ان کے لانے میں ہمارا حصّہ کتنا ہو گا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

(باقی صفحہ ۶ پر)

پبلشر:۔ مسعود احمد ٭ پرنٹر:۔ سید عبدالحی ٭ مطبع:۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ ٭ مقامِ اشاعت:۔ دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۳ ر تبوک ۱۳۵۳ ہش

تلخی کی زندگی اور اس کے عظیم الشان ثمرات

اہلِ حق کی حالت جب تک کہ دنیا انہیں پورے طور پر شناخت نہ کر لے بتیس دانتوں میں زبان کی سی ہوتی ہے۔ تاریکی کے فرزند، روشنی کے دشمن، حق پوش، دنیادار انہیں کالعدم کر دینا چاہتے ہیں اور اپنی اس کوشش میں وہ کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔

ایسی مخدوش اور بظاہر مایوس کن صورتِ حال میں اہلِ حق کی حفاظت اور بچاؤ کی ایک ہی صورت ہوتی ہے کہ وہ خدا کی طرف منقطع اور اُسی کی جناب میں جھکے رہیں اور اُس پر کامل توکل رکھتے ہوئے اُسی سے غیر معمولی تائید و نصرت کے طلبگار رہیں، کسی بھی ابتلاء پر خواہ وہ ابتلاء کتنا ہی مہیب اور جان لیوا کیوں نہ نظر آئے کسی قسم کا خوف محسوس نہ کریں اور اس بات پر یقین رکھیں کہ اگرچہ متاع الغرور کے متوالے یعنی زینۃ الحیٰوۃ الدنیا پر جان دینے اور مر مٹنے والے بہت طاقتور اور زور آور ہیں تاہم ان کے ہمہ قدرت و ہمہ طاقت خدا کے آگے ان کی حیثیت ایک حقیر مکھی یا مچھر جتنی بھی نہیں ہے، وہ چشم زدن میں ان کے غرور اور گھمنڈ اور عُجب و پندار کو توڑ کر ان پر بےبسی و بیچارگی کی حالت وارد کر سکتا ہے اور ان کی ہیکڑی، ہٹ دھرمی اور ظلم سے اہلِ حق کو نجات دے سکتا ہے۔

خدائے قادر و عزیز کی غیر محدود قدرتوں اور طاقتوں پر زندہ ایمان اور اُسی کا ہو رہنے اور اُسی پر بھروسہ کرنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ان کی عاجزانہ و متضرعانہ دُعاؤں کو قبول کرتے ہوئے ایسے خارق عادت نشان ظاہر فرماتا ہے کہ مخالفت کی خوفناک آندھیاں دیکھتے ہی دیکھتے پلٹ جاتی ہیں، بپھرے ہوئے طوفانوں کے منہ پھر جاتے ہیں اور بھڑکتی ہوئی آگ اور اس کے لپکتے ہوئے شعلے کالعدم ہو کر رہ جاتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ یہ خوارق اور یہ معجزات اُنہیں کے لئے دکھاتا ہے جو ابتلاؤں کے وارد ہونے پر نفاق یا بزدلی کا مظاہرہ نہیں کرتے اور طرفۃ العین کے لئے بھی دنیا اور اس کے فانی عیش اور اس کی عارضی آسائشوں کی طرف نہیں جھکتے بلکہ صبر و ثبات اور عزم و استقلال کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کر کے اپنے صدق و وفا کا عملی ثبوت مہیا کر دکھاتے ہیں۔ چنانچہ امام آخر الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ابتلاؤں کی علت غائی، ان کے دوران اہلِ حق کے طرزِ عمل اور اللہ تعالیٰ کی محبت و شفقت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"وہ (یعنی خدا تعالیٰ) عجیب قادر ہے اور اُس کی پاک قدرتیں عجیب ہیں۔ ایک طرف نادان مخالفوں کو اپنے دوستوں پر کتوں کی طرح مسلّط کر دیتا ہے اور ایک طرف فرشتوں کو حکم کرتا ہے کہ ان کی خدمت کریں۔ ایسا ہی جب دنیا پر اُس کا غضب مستولی ہوتا ہے اور اُس کا قہر ظالموں پر جوش مارتا ہے۔ تو اُس کی آنکھ اُس کے خاص لوگوں کی حفاظت کرتی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اہلِ حق کا کارخانہ درہم برہم ہو جاتا اور کوئی انکو شناخت نہ کر سکتا۔ اُس کی قدرتیں بے انتہا ہیں مگر بقدر یقین لوگوں پر ظاہر ہوتی ہیں۔ جن کو یقین اور محبت اور اُس کی طرف انقطاع عطا کیا گیا ہے اور جو نفسانی عادتوں سے باہر نکل گئے ہیں اُنہیں کے لئے خارق عادت قدرتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے مگر خارق عادت قدرتوں کے دکھلانے کا اُنہیں کے لئے ارادہ کرتا ہے جو خدا کے لئے اپنی عادتوں کو پھاڑتے ہیں۔ اس زمانہ میں ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں جو اُس کو جانتے ہیں اور اُس کی عجائب قدرتوں پر ایمان رکھتے ہیں بلکہ ایسے لوگ بہت ہیں جن کو ہرگز اُس قادر خدا پر ایمان نہیں جس کی آواز کو ہر ایک چیز سُنتی ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔" (کشتی نوح صفحہ ۵، ۶)

اسی لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے متبعین کو دنیا سے دل برداشتہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف منقطع ہونے اور دنیا کی ملونی سے اپنا دامن بکلی پاک رکھنے کی نہایت پر زور الفاظ میں تلقین فرمائی تا ابتلاؤں کے دوران جن کا آنا ضروری ہے خدا تعالیٰ ان کی خاطر خوارق اور معجزات ظاہر فرما کر انہیں ہر شر سے محفوظ رکھے اور قدم قدم پر اپنی معیت اور تائید و نصرت کا ثبوت دیتا چلا جائے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے اپنی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے وصیت کے رنگ میں فرمایا:۔

"دنیا کی لذتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو۔ درد جس سے خدا راضی ہو اُس لذّت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے، اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اُس فتح سے بہتر ہے جو موجب غضب الٰہی ہو۔ اُس محبت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے۔ اگر تم صاف دل ہو کر اُسکی طرف آجاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کرے گا اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ خدا کی رضاء کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضاء کو چھوڑ کر، اپنی لذات کو چھوڑ کر، اپنی عزت کو چھوڑ کر، اپنا مال چھوڑ کر اُس کی راہ میں وہ تلخی نہ اُٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اُٹھا لو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے اور تم اُن راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔" (الوصیت صفحہ ۱۱، ۱۲)

نیز حضور علیہ السلام نے خدا اور اُس کے دین کی خاطر تلخی کی زندگی اختیار کرنے کے عظیم الشان ثمرات سے آگاہ کرتے ہوئے مزید فرمایا:۔

"دیکھو میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ آدمی ہلاک شدہ ہے جو دین کے ساتھ کچھ دنیا کی ملونی رکھتا ہے اور اُس نفس سے جہنم بہت قریب ہے جس کے تمام ارادے خدا کے لئے نہیں ہیں بلکہ کچھ خدا کے لئے اور کچھ دنیا کے لئے۔ پس اگر تم دنیا کی ایک ذرّہ بھی ملونی اپنے اغراض میں رکھتے ہو تو تمہاری تمام عبادتیں عبث ہیں۔ اس صورت میں تم خدا کی پیروی نہیں کرتے بلکہ شیطان کی پیروی کرتے ہو۔ تم ہرگز توقع نہ کرو کہ ایسی حالت میں خدا تمہاری مدد کریگا بلکہ تم اس حالت میں زمین کے کیڑے ہو اور تھوڑے ہی دنوں تک تم اس طرح ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح کہ کیڑے ہلاک ہوتے ہیں اور تم میں خدا نہیں ہوگا بلکہ تمہیں ہلاک کر کے خدا خوش ہوگا۔ لیکن اگر تم اپنے نفس سے درحقیقت مر جاؤ گے تب تم خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے اور خدا تمہارے ساتھ ہوگا اور وہ گھر بابرکت ہوگا جس میں تم رہتے ہو گے اور اُن دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی جو تمہارے گھر کی دیواریں ہیں اور وہ شہر بابرکت ہوگا جہاں ایسا آدمی رہتا ہوگا۔ اگر تمہاری زندگی اور تمہاری موت اور تمہاری ہر ایک حرکت اور تمہاری نرمی اور گرمی محض خدا کے لئے ہو جائے گی اور ہر ایک تلخی اور مصیبت کے وقت تم خدا کا امتحان نہیں کرو گے اور تعلق کو نہیں توڑو گے بلکہ آگے قدم بڑھاؤ گے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک خاص قوم ہو جاؤ گے۔" (الوصیت صفحہ ۱۲، ۱۳)

حضور علیہ السلام کے ان ارشادات سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی خاطر تلخی کی زندگی اختیار کرنے کا اجر جو اس زندگی میں ہی انسان کو ملتا ہے نہایت عظیم الشان ہے۔ اس زمانہ میں یہ اجر بحمد اللہ تعالیٰ ہمارے لئے مقدر کیا گیا ہے اور ہمیں اوّل دن سے ملتا چلا آ رہا ہے اور اسی کے طفیل ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قسط نمبر ۱

قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کی دعاؤں کا تذکرہ

حضرت نوح علیہ السلام کی تین دعائیں

محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل جالندھری

بہت سے انبیاء علیہم السلام کے حالات کو قرآن مجید نے ذکر فرمایا ہے ان کی قوموں کے اعتراضات اور پیغمبروں کی طرف سے ان کے جوابات کو بھی بیان فرمایا ہے۔ یہ سارے حالات عبرت اور آئندہ کے لئے سبق حاصل کرنے کے لئے بیان ہوئے ہیں دعا نبیوں کا سب سے پہلا اور آخری ہتھیار ہوتا ہے۔ اپنی امتوں کو بھی وہ اسی ہتھیار کے استعمال کی طرف توجہ دلاتے رہے ہیں۔

جب مخالفین انبیاء علیہم السلام کی تکذیب و استہزاء پر کمربستہ ہو جاتے ہیں تو بھی آستانہ الٰہی پر گر کر اللہ تعالیٰ سے دلوں کی تبدیلی کے لئے التجا کرتے ہیں حق و باطل میں فیصلہ کرنے کے لئے عرض کرتے ہیں۔

اس مقالہ میں قرآن مجید سے نبیوں کی ادعیہ کا ذکر کیا جائے گا۔ آج ہم حضرت نوحؑ کی تین دعائیں درج کرتے ہیں قرآن مجید فرماتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی تو قوم کے سرداروں نے آپ کی سخت تکذیب کی۔ جب معقولی دلائل پر قوم نے کان نہ دھرا اور آسمانی نشانوں سے آنکھیں بند کر لیں تو حضرت نوحؑ نے اللہ تعالیٰ سے یکے بعد دیگرے حالات کے بدلنے کے ساتھ مندرجہ ذیل دعائیں۔

پہلی دعا

قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ

كَذَّبُوْنِ فَافْتَحْ بَيْنِيْ

وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِيْ

وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

(الشعراء ع ۶)

ترجمہ:۔ نوحؑ نے کہا کہ اے میرے رب! میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا ہے وہ میری تکذیب پر مصر ہے تو خود میرے اور ان کے درمیان فیصلہ فرما اور مجھے اور میرے مومن ساتھیوں کو خود نجات بخش۔

دوسری دعا

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ

نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا

وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ

وَّازْدُجِرَ فَدَعَا

رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ

فَانْتَصِرْ۔

(القمر ع ۱)

ترجمہ:۔ ان منکرین سے پہلے نوحؑ کی قوم نے تکذیب کی تھی انہوں نے ہمارے بندے کو جھٹلایا اور اس کے بارے میں کہا کہ یہ پاگل ہے اور دھتکارا ہوا ہے تب نوحؑ نے اپنے رب سے دعا کی اور کہا کہ اے میرے رب! میں مغلوب ہو گیا ہوں اب تو خود انتقام لے۔

تیسری دعا

وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ

لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ

مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا

اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ

يُضِلُّوْا عِبَادَكَ

وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا

كَفَّارًا۔ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ

وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ

دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا

وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ

اِلَّا تَبَارًا

(نوح ع ۲)

ترجمہ:۔ نوحؑ نے کہا کہ اے میرے رب! اس زمین پر کسی چلنے والے کافر کو نہ چھوڑ اگر تو ان کو ڈھیل دے گا تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ کرتے رہیں گے اور بدعمل و کافر اولادیں جنیں گے اے میرے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو مغفرت عطا فرما اور میرے گھر میں جو ایمان کی حالت میں داخل ہوا ہے اسے بھی اور سب مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بھی مغفرت عطا فرما۔ ظالموں کی تباہی اور بربادی کو بڑھا۔

ایک عظیم پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام کی ان دعاؤں سے ظاہر ہے کہ وہ دشمنوں کی تکذیب و استہزاء سے تنگ آکر اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے ہیں۔ جب ان پر وقتی طور پر ایسے حالات آتے ہیں کہ وہ بظاہر مغلوب ہو جاتے ہیں اور دشمن غالب نظر آتے ہیں تو انبیاء اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہی عاجزانہ دعا کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ ان کی دعاؤں کو سنتا ہے۔ اتمام حجت کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے باذن الٰہی مکذبین کی تباہی کی بھی دعا کی جو منظور ہوئی اور قوم نوحؑ غرق ہو گئی۔

یہ نوح علیہ السلام کی تین دعائیں ہیں آئندہ قسط میں دوسرے نبیوں کی دعاؤں کا ذکر ہوگا۔ ان دعاؤں میں اہل ایمان کے لئے نمونہ ہے اور ان سے ان کے ایمانوں میں اضافہ ہوگا۔ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلَى التَّقْوٰى وَالْاِيْمَانِ۔ آمین۔

انبیاء اور دعا

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ میں یہی راز ہے کہ وہ پیشگوئیوں کے دیے جانے پر بھی اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر ایمان رکھ کر بھی دعاؤں کے سلسلہ کو ہرگز نہ چھوڑتے تھے۔ اسلئے کہ وہ خدا تعالیٰ کے غناء ذاتی پر بھی ایمان لاتے ہیں اور مانتے ہیں کہ خدا کی شان لا پرواہ ہے اور یہ موقعہ ایسا کہ وہ خانہ کی جاوے لکھا ہے کہ بدر کی لڑائی میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑے اضطراب سے دعا کر رہے تھے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ حضور اب دعا نہ کریں۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو فتح کا وعدہ دیا ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں مصروف رہے۔ بعض نے اس پر تحریر کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تھا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت بڑھی ہوئی تھی اور ہر کہ عارف تر باشد خائف تر باشد۔ وہ معرفت آپ کو اللہ تعالیٰ کے غناء ذاتی سے ڈراتی تھی پس دعا کا سلسلہ ہرگز چھوڑنا نہیں چاہیئے۔" (الحکم ۱۰ مئی ۱۹۰۲ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دارالافتاء ربوہ

رمضان کے روزے

۲

روزہ کیا ہے

طلوع فجر سے لیکر سورج غروب ہونے تک نہ کھانا پینا اور نہ ہی اپنی بیوی سے ہمبستر ہونا بشرطیکہ اسی میں نیت اللہ تعالیٰ کی عبادت ہو روزہ کہلاتا ہے علاوہ ازیں یہ بھی ضروری ہے کہ ہر قسم کی برائیوں سے گپ بازی سے اور فضول اور لغو کاموں سے باز رہے سارا دن ذکر الٰہی اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں بسر کرے یعنی خواہ وہ کوئی دنیوی کام ہی کر رہا ہو اللہ تعالیٰ کی یاد اس کے دل سے محو نہ ہو حقیقی روزہ اسی کا نام ہے صرف بھوکا پیاسا رہنا اور اپنی بد عادات کو ترک نہ کرنا روزہ کے مقصد کو پورا نہیں کرتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے

من لم یدع قول
الزور والعمل بہ
فلیس للہ حاجۃ ان
یدع طعامہ وشرابہ

یعنی جو شخص جھوٹ اور اس پر عمل کو ترک نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کو ایسے شخص کے کھانا پینا چھوڑ دینے کی کوئی ضرورت نہیں رمضان کے دنوں میں صدقہ و خیرات بھی کثرت سے کرنی چاہیئے انسان کھانا تو کھلا رہے اور دوست احباب کی خاطر مدارات میں بھی سبقت دکھائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ رمضان کی ہر رات میں آپ پر جبریل نازل ہوتے اور ان دنوں میں آپ یوں سخاوت کرتے۔ جیسے تیز ہوا چلتی ہے۔

روزہ کی حالت میں بھول کر کچھ کھا لینا

اگر یاد نہ رہے اور بھول کر انسان کچھ کھا پی لے تو اس کا روزہ علی حالہ باقی رہے گا اور کسی قسم کا نقص اس کے روزے میں واقع نہیں ہوگا۔ بلکہ ایسی صورت میں بہتر ہے کہ اگر کوئی بھول کر کھانے پینے لگ جائے تو پاس کے لوگوں کو اسے یاد نہیں دلانا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ سے کھلا رہا ہے پھر انہیں کیا ضرورت پڑی کہ وہ اس میں روک ثابت ہوں حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اذا اکل الصائم ناسیاً
اوشرب ناسیاً فانما
ھو رزق ساقہ اللہ
الیہ ولا قضاء علیہ
ولا کفارۃ۔

کوئی روزہ دار بھول کر کھا پی لے تو اسے پریشان نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ تو رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے اسے دیا نہ اس پر قضا ہے نہ کفارہ ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص غلطی سے روزہ توڑ بیٹھے مثلاً روزہ یاد تھا مگر کلی کی غرض سے منہ میں پانی ڈالا اور پانی اندر چلا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا تو اس کی قضا ضروری ہوگی لیکن نہ وہ گنہگار ہے اور نہ اس پر کفارہ ہے

جان بوجھ کر روزہ توڑ دینا

جو شخص جان بوجھ کر روزہ توڑے وہ سخت گنہگار ہے ایسے شخص پر بعض تو یہ کفارہ واجب ہوگا یعنی پے در پے اسے ساٹھ روزے رکھنے پڑیں گے۔ یا ساٹھ مسکینوں کو اپنی حیثیت کے مطابق کھانا کھلانا پڑے گا۔ یا ہر مسکین کو دو سیر گندم یا اس کی قیمت ادا کرنی پڑے گی توبہ کے سلسلہ میں اصل چیز حقیقی ندامت ہے جو دل کی گہرائیوں میں پیدا ہوتی ہے اگر یہ کیفیت انسان کے اندر پیدا ہو جائے لیکن اس میں ساٹھ روزے رکھنے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا دینے کی استطاعت نہ ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کے رحم اور اس کے فضل پر بھروسہ کرنا چاہیئے اسی صورت میں استغفار ہی اس کے لئے کافی ہوگا۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور دہائی دینے لگا یا حضرت میں ہلاک ہوگیا۔ حضور نے دریافت فرمایا کس نے تجھے ہلاک کیا ہے اس نے عرض کی حضور روزہ کی حالت میں اپنی بیوی کے پاس چلا گیا ہوں حضور نے فرمایا کیا تو غلام آزاد کر سکتا ہے۔ اس نے عرض کی کہ نہیں۔ پھر حضور نے پوچھا ساٹھ روزے مسلسل رکھ سکتا ہے اس نے کہا حضور نہیں اگر ایسا ہو سکتا اور شہوانی جوش کو روک سکتا تو یہ غلطی ہی کیوں سرزد ہوتی تو حضور نے فرمایا پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو اس نے کہا غربت ایسا کرنے سے مانع ہے حضور نے فرمایا تو پھر بیٹھو۔ اتنے میں کوئی شخص ایک ٹوکری کھجوروں کی لے آیا آپ نے فرمایا اٹھا لے اسے اور کھلا دے یہ مسکینوں کو۔ ٹوکری لے کر عرض کرنے لگا مجھ سے زیادہ اور کون غریب ہوگا۔ مدینہ بھر میں سب سے زیادہ محتاج ہوں۔ حضور اس کی اس عرض پر کھل کھلا کر ہنس پڑے اور فرمایا جاؤ اپنے اہل و عیال کو ہی کھلا دو۔

وہ امور جن کے متعلق عوام سمجھتے ہیں کہ ان سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

پچھنے لگوانا۔ قے کرنا۔ دن کو سرمہ لگانا معمولی اپریشن کرانا۔ کلوروفارم سونگھنا روزہ کی حالت میں ان باتوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ البتہ انہیں پسند نہیں سمجھا گیا۔ اس لئے اس قسم کی باتیں مکروہ ہیں ان کے علاوہ کلی کرنا۔ ناک میں پانی ڈالنا۔ خوشبو لگانا۔ داڑھی اور سر میں تیل لگانا۔ بار بار نہانا۔ آئینہ دیکھنا۔ مالش کرانا۔ پیار سے بوسہ لینا۔ ان میں سے کوئی فعل بھی منع نہیں نہ ان سے روزہ ٹوٹتا ہے اور نہ ہی مکروہ ہوتا ہے اسی طرح جنابت کی حالت میں اگر نہانا مشکل ہو تو نہائے بغیر کھانا کھا کر روزہ کی نیت کر سکتا ہے۔

مرض اور سفر کی حالت میں روزہ

روزہ کا اجر عظیم ہے اور امراض اور اعراض اس نعمت سے انسان کو محروم کر دیتے ہیں اس لئے انسان کو دعا مانگنی چاہیئے کہ

"الٰہی یہ تیرا مبارک مہینہ ہے
میں اس سے محروم رہا جاتا
ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ
سال رہوں یا نہ رہوں۔ یا
ان فوت شدہ روزوں کو ادا
کر سکوں یا نہ کر سکوں۔
یقین ہے کہ ایسے قلب کو خدا
طاقت بخش دے گا لیکن
اس کے باوجود اگر تقدیر الٰہی
غالب آئے اور انسان بیمار
ہو جائے تو یہ بیماری اس کے
حق میں رحمت ہو جائے گی کیونکہ
ہر کام کا مدار نیت پر ہے
جو شخص کہ روزہ سے محروم
رہتا ہے مگر اس کے دل میں
یہ نیت درد دل سے تھی کہ کاش
میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا
اس کا دل اس بات کیلئے
گریاں ہے تو فرشتے اس کے
روزے رکھیں گے"

بہر حال بیمار ہونے یا سفر کی حالت میں روزہ رکھنے کی اجازت نہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

لیس من البر الصیام فی السفر

یعنی سفر کی حالت میں روزہ رکھنا نیکی نہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔

"قرآن کریم سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ سفر میں تکلیف اٹھا کر جو انسان روزہ رکھتا ہے تو گویا اپنے زور بازو سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتا ہے۔ اس کی اطاعت امر سے خوش نہیں کرنا چاہتا۔ یہ غلطی ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت امر و نہی میں سچا ایمان ہے"

علاوہ ازیں حائضہ اور نفاس والی عورت بھی روزہ نہیں رکھ سکتی۔ ایسے ہی حاملہ اور دودھ پلانے والی بھی روزہ نہ رکھے۔ لیکن بعد میں جب یہ عذر نہ رہیں یعنی بیمار تندرست ہو جائے مسافر اپنے گھر پہنچ جائے یا کسی جگہ پندرہ یا پندرہ سے زائد دن ٹھہرنے کا ارادہ کرے۔ حائضہ حیض سے پاک ہو جائے نفاس کے دن ختم ہو جائیں حاملہ کے بچہ پیدا ہو جائے یا دودھ پلانے والی دودھ پلانا بند کر دے اس حالت میں ان لوگوں پر چھوڑے ہوئے روزوں کی قضا واجب ہوگی اور یہ روزے دوبارہ انہیں رکھنے ہونگے

درخواست دعا

میرے چچا نصیر احمد صاحب جو پچھلے دنوں سکوٹر کے حادثہ میں دائیں ٹانگ پر چوٹ آئی جس کی وجہ سے ہڈی ٹوٹ گئی تھی اب وہ ہسپتال سے فارغ ہو کر گھر آ گئے ہیں۔ مکمل شفایابی کیلئے احباب کرام سے درخواست دعا ہے۔

(ملک مظفر احمد کاتب الفضل ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah
روزنامہ الفضل مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۷۴ء

تاریخ اسلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی تکالیف

مسلمانوں کی تکالیف کے مقابلہ میں آنحضرت صلعم کی ذاتی حالت بھی مخالفت کے طوفانِ بے تمیزی میں چنداں تسلّی بخش نہ تھی۔ بے شک بنو ہاشم اور بنو مطلب کے اس فیصلہ کے بعد جس کا ذکر اوپر گذر چکا ہے آپؐ کو اپنے اعزّہ و اقارب کی عمومی حمایت حاصل تھی اور قریش کی بین القبائل سیاست میں یہ حمایت خاصہ وزن رکھتی تھی لیکن اوّل تو آپؐ کے چچا ابولہب کی بے وفائی اور غداری نے اس فیصلہ کی طاقت کو ایک حد تک کمزور کر دیا تھا دوسرے خود قریش بھی یہ دھمکی دے چکے تھے کہ اگر بنو ہاشم اور بنو مطلب آنحضرت صلعم کی پشت و پناہ بننے سے باز نہیں آئیں گے تو پھر ہم ان سب کا مقابلہ کریں گے اور گو ابھی تک انہوں نے اس دھمکی کو پورے طور پر عملی جامہ نہیں پہنایا تھا لیکن وہ اس کی تیاری میں مصروف تھے اور طعن و تشنیع اور نوک جھونک سے گذر کر کبھی کبھی اپنا بچاؤ رکھ کر عملی چھیڑ چھاڑ بھی کر لیتے تھے۔ چنانچہ سب سے پہلے تو انہوں نے ایک مجلس کرکے اس سوال پر غور کیا کہ اب جو حج کا موسم آئیگا تو اس موقعہ پر لازماً باہر سے آنے والے حاجیوں میں اسلام کے متعلق چرچا ہوگا اور لوگ آ آکر ہم سے پوچھیں گے کہ یہ نیا نبی کون ہے اور کیا کہتا ہے۔ اس لئے ہمیں باہم مشورہ سے کوئی جواب سوچ رکھنا چاہیئے۔ تاکہ ہمارا آپس کا اختلاف کوئی بُرا اثر نہ پیدا کرے۔ چنانچہ سب رؤساء قریش ولید بن مغیرہ کے مکان پر جمع ہوئے اور ولید نے ان کے سامنے ایک افتتاحی تقریر کرکے ساری بات سمجھائی اور بتایا کہ اب حج کا وقت آرہا ہے اور محمد کے اس دعوٰی کی خبر باہر پہنچ چکی ہے اور لازماً حج پر آنے والے لوگ ہمیں اسکے متعلق پوچھیں گے۔ پس ہمیں چاہیئے کہ باہم مشورہ سے کوئی ایک پختہ جواب سوچ رکھیں تاکہ ایسا نہ ہو کہ ہم ایک دوسرے کے خلاف باتیں کہہ کر خود اپنے اثر کو مٹا ڈالیں۔ اس پر ایک شخص بولا کہ ہمارا جواب صاف ہے کہ یہ شخص ایک کاہن ہے اور کاہنوں کی سی باتیں کرکے اس نے چند لوگوں کو اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔ ولید نے کہا ہم اسے کاہن کس طرح کہہ سکتے ہیں جبکہ اس میں کاہنوں کی کوئی بات بھی نہیں پائی جاتی، نہ کاہنوں کا سا ترنّم ہے اور نہ کاہنوں کا سا مخصوص انداز بیان۔ دوسرے نے کہا کہ پھر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ محمد مجنون ہے اور اپنے جنون کے جوش میں باتیں کرتا رہتا ہے۔ ولید نے کہا ہماری یہ بات کون مانے گا اور جنون کی وہ کونسی علامتیں ہیں جو ہم محمد میں دکھا سکیں گے۔ نہ اس میں وہ وحشت ہے اور نہ وہ اضطراب اور نہ ہی وہ وسوسہ جو ایک مجنون میں لازماً پائے جاتے ہیں۔ پھر ہمارے جنون کے ادعا کو کون سُنے گا۔ تیسرا بولا کہ پھر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ شخص شاعر ہے اور اپنے جادو اثر اشعار سے لوگوں کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ ولید نے کہا ہم اسے شاعر کہہ کر اس کے کلام میں شعر کے خصائص از قسم رجز اور ہزج اور قریض اور مقبوض اور مبسوط کہاں سے دکھائیں گے۔ اس پر ایک چوتھا شخص بولا کہ اسے ایک ساحر کے طور پر پیش کرنا چاہیئے۔ ولید نے کہا کہ پھر ہم اس میں ساحروں کی سی پھونکیں مارنا اور گرہیں ڈالنا اور گرہیں کھولنا کس طرح دکھائیں گے۔ لوگوں نے کہا۔ تو پھر اے عبد شمس تم ہی بتاؤ کہ پھر ہمیں کیا کہنا چاہیئے۔ ولید نے کہا کہ اس معاملہ میں میں خود حیران ہوں کہ کیا کیا جائے۔ جو بات بھی سوچتا ہوں وہ محمدؐ پر چسپاں ہوتی نظر نہیں آتی اور ایسی بات کہنا جس سے لوگوں کو تسلی نہ ہو۔ خود اپنے آپکو ہنسی کا نشانہ بنانا ہے۔ اس طرح اس مجلس میں کچھ عرصہ باتیں ہوتی رہیں۔ آخر یہ مشورہ قرار پایا کہ اور کوئی بات تو خیال میں آتی نہیں اور جو باتیں پیش کی گئی ہیں، ان میں ساحر والی زیادہ وزن دار ہے۔ پس یہ فیصلہ ہوا کہ حج کے موقعہ پر باہر سے آنے والے لوگوں کے سامنے محمدؐ کے متعلق سب لوگ یہی کہیں کہ یہ ایک ساحر ہے جو اپنی مخفی سحر کاری سے باپ کو بیٹے سے، بھائی کو بھائی سے خاوند کو بیوی سے جدا کرتا چلا جارہا ہے چنانچہ جب حج کا موقعہ آیا تو قریش کے بچہ بچہ کی زبان پر یہی فقرہ تھا کہ محمدؐ تو ایک ساحر ہے جو جس گھر میں داخل ہوتا ہے انشقاق و اختلاف کا بیج بو کر نکلتا ہے اور ان کے اس پراپیگنڈا نے تمام قبائلِ عرب میں آنحضرت صلعم اور اسلام کے خلاف ایک خطرناک ہیجان پیدا کر دیا۔

(سیرت ابن ہشام)

قریش نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ مکّہ کے اوباشوں اور خود سر لوگوں کو اُکسایا کہ وہ جس طرح بھی ہو آنحضرت صلعم کو تنگ کرتے رہیں۔ چنانچہ اس انگیخت میں آکر شہر کے آوارہ مزاج لوگ آنحضرت صلعم کے متعلق آپؐ کے سامنے بھی اور پیچھے بھی طرح طرح کی بکواس کرتے رہتے تھے۔ جس کی غرض سوائے دل دُکھانے اور اشتعال پیدا کرکے فساد پیدا کرنے کے اور کچھ نہ تھی۔ جو لوگ آپؐ کے پڑوس میں رہتے تھے۔ ان کا یہ معمول تھا کہ آپؐ کے گھر میں پتھر پھینکتے، دروازہ پر کانٹے بچھاتے۔ گھر کے اندر گندی اور بدبودار چیزیں لاکر ڈال دیتے۔ اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان چیزوں کی وجہ سے عملاً کوئی تکلیف پہنچتی تو وہ خوش ہوکر ہنستے اور قہقہے لگاتے۔ ایکدفعہ کسی شخص نے ایک نہایت گندی اور متعفن چیز آپؐ کے گھر میں پھینک دی۔ آپؐ اُسے خود اُٹھاکر باہر لائے اور فرمایا "اے بنو عبد مناف یہ تم اچھا ہمسائیگی کا حق ادا کرتے ہو"۔ (تاریخ طبری)۔ مگر جن کانوں تک یہ آواز پہنچتی وہ شرافت کی اپیل کے لئے بالکل بہرے تھے۔ انہی دنوں میں قریش نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بجائے محمدؐ کے مذمم یعنی بدنام اور مذمت شدہ کہہ کر پکارا جائے چنانچہ کچھ عرصہ تک مکّہ میں اُس نام کا چرچا رہا اور قریش کو اتنی بھی شرم نہ آئی کہ یہ وہی شخص ہے جسے ہم اُس کے دعوٰی سے پہلے امین کہہ کر پکارتے رہے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے اس فعل سے اطلاع ہوئی تو آپؐ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ میرا نام تو محمّد ہے۔ اور جو محمّد ہو وہ مذمم کیسے ہو سکتا ہے۔ دیکھو خدا مجھے ان کی گالیوں سے کس طرح محفوظ رکھتا ہے۔

(بخاری باب ماجاء فی اسماء الرسولؐ)

تبدیلی سائیکل

میرا سائیکل (سہراب) کسی دوست کے سائیکل (ایگل)، سے رشید بوٹ ہاؤس گول بازار کی دوکان سے تبدیل ہوگیا ہے جس دوست کا سائیکل تبدیل ہوا ہو وہ مجھے میرا سائیکل دے کر اپنا سائیکل لے لیں۔ شریف احمد

شریف سائیکل ورکس

رحمت بازار ربوہ

ضرورت

نصیر سائیکل ورکس مسجد اقصیٰ روڈ ربوہ کے لئے ایک سائیکل مرمت کاریگر کی ضرورت ہے۔ کام اچھا کرنے والے کو ترجیح دیجائے گی تنخواہ کا فیصلہ زبانی طے کر لیں۔ درخواست پریذیڈنٹ یا صدر کی سفارش سے ہو۔

(مینیجر)

تجربہ کار ایم اے، بی ایڈ، اُستاد

برکات ٹیوشن سنٹر

- میٹرک یقینی وظیفہ گروپ
- نہم۔ دہم۔ تمام مضامین
- انٹر۔ انگریزی۔ فزکس
- انفرادی و اجتماعی ٹیوشن

بالمقابل ڈان ریڈیو سروس

دارالبرکات ربوہ

ضرورت فورمین

ایک سٹیل ری رولنگ مل کے لئے ایک فورمین کی ضرورت ہے۔ خواہشمند احباب مقامی امیر یا پریذیڈنٹ کی تصدیق سے درخواستیں بمعہ ایک عدد تصویر مندرجہ ذیل پتہ پر مورخہ ۲۰ ستمبر تک بھجوادیں

تنخواہ حسب قابلیت و تجربہ

مینجنگ پارٹنر۔ کوہسار سٹیل ری رولنگ مل

دوالمیال۔ ضلع جہلم

مرض اٹھرا

اور دیگر امراض کے ماہر

۱۹۱۱ء سے آپ کے خاندانوں کی خدمت کرنے والے

قدیمی ✲ اوّلین ✲ شہرہ آفاق

حکیم نظام جان اینڈ سنز

گوجرانوالہ ✲ ربوہ ✲ ٹنڈو محمد خان

دوائی منگوانے اور معائنہ کا انتظام گول بازار ربوہ میں بھی شروع کیا گیا ہے۔ فون نمبر ۶۳۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جماعتہائے احمدیہ امریکہ کے ۲۷ویں سالانہ کنونشن کا نہایت کامیاب انعقاد

امریکہ اور کنیڈا کے مختلف علاقوں کے احمدی احباب بہت کثیر تعداد میں شریک ہوئے

اختتامی اجلاس میں امریکی نژاد چار عیسائی باشندوں کی طرف سے اِسلام قبول کرنے کا اعلان

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اُس کی دی ہوئی توفیق سے ریاستہائے متحدہ امریکہ اور کنیڈا کی جماعتہائے احمدیہ کا ۲۷واں سالانہ کنونشن ریاست میساچیوسٹ کے شہر بوسٹن میں ۳۱ اگست و یکم ستمبر ۱۹۷۴ء کو نہایت کامیابی اور خیروخوبی سے منعقد ہوا۔

کنونشن کے سیکرٹری محترم میاں محمد ابراہیم صاحب کنونشن کی روداد پر مشتمل اپنے تفصیلی کیبل گرام کے ذریعہ مطلع فرماتے ہیں کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ اور کنیڈا کی جماعتہائے احمدیہ کا ۲۷واں سالانہ (دوروزہ) کنونشن ۳۱ اگست ۱۹۷۴ء کو ریاست میساچیوسٹ کے شہر بوسٹن میں اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں سے شروع ہوا۔ محترم جناب صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب نے کنونشن کا افتتاح ایک نہایت پُر اثر افتتاحی خطاب سے فرمایا۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ اور کنیڈا کے مختلف علاقوں کی احمدیہ جماعتوں کے احباب اور بہت سے حق جُو افراد نے بہت بڑی تعداد میں بوسٹن پہنچ کر کنونشن میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ ان میں ایک خاصی تعداد ایسے نومسلموں کی بھی تھی جنہوں نے حال ہی میں جماعتِ احمدیہ کی تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں اسلام قبول کیا ہے اور جنہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی اختیار کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ کانفرنس کی ایک نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ سرزمینِ امریکہ میں بُود وباش رکھنے والے اِن سب غلامانِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے ۳۱ اگست اور یکم ستمبر کی درمیانی رات کو نصف شب کے بعد نیند سے بیدار ہوکر باجماعت نماز تہجد ادا کی اور دُنیا بھر میں غلبۂ اسلام کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور متضرعانہ دعائیں کیں۔

اِس دو روزہ کنونشن کے مجموعی طور پر تین اجلاس منعقد ہوئے جن میں مختلف ریاستوں کی جماعتہائے احمدیہ کے نمائندہ احبابِ کرام نے اسلام کے محاسن اور دیگر ادیان پر اس کی دائمی فضیلت کے مختلف پہلوؤں پر نہایت ٹھوس اور پُرمغز تقاریر کیں۔ اِس کنونشن کی ایک اور نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ جماعتہائے احمدیہ امریکہ کے جن سات خوش نصیب احباب کو جماعتِ احمدیہ پاکستان کے جلسہ سالانہ منعقدہ ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۹۷۳ء میں شمولیت کی غیر معمولی سعادت نصیب ہوئی تھی ان میں سے تین بھائیوں نے اپنے رُوحانی مرکز کی زیارت اور عظیم رُوحانی جلسہ میں شمولیت سے متعلق اپنے قلبی تاثرات بہت رُوح پرور انداز میں بیان فرمائے اور بہت سے ایمان افروز واقعات حاضرین کو سُنائے جو اُن کے لئے بہت ازدیادِ ایمان کا موجب ہوئے۔

اِس کنونشن کی ایک اور نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اسی کی دی ہوئی توفیق سے یکم ستمبر کو اختتامی اجلاس میں چار امریکی نژاد عیسائی باشندوں نے اپنے [illegible] اسلام کا اعلان کیا اور امریکہ مشن کے مبلغ انچارج مکرم مولانا محمد صدیق صاحب شاہد کے ذریعہ باقاعدہ بیعت کرکے دُنیا بھر میں غلبۂ اسلام کی علمبردار جماعت میں شمولیت اختیار کی۔

اِس موقع پر امریکہ کی مجالس انصار اللہ و خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ نے اپنے اپنے علیحدہ اجلاس بھی منعقد کئے۔

الغرض جماعتہائے احمدیہ امریکہ کا ۲۷واں سالانہ کنونشن دو روز پوری کامیابی سے جاری رہنے کے بعد یکم ستمبر کو نہایت درجہ کامیابی اور خیروخوبی کے ساتھ ایک پُرسوز اجتماعی دعا پر اختتام پذیر ہوا جو مبلغ انچارج مکرم مولانا محمد صدیق صاحب شاہد نے کرائی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

درخواستِ دعا

خاکسار کی چھوٹی ہمشیرہ عزیزہ طیبہ بہت دنوں سے بیمار ہے کئی روز سے ہسپتال میں بھی داخل ہے لیکن خاطر خواہ افاقہ نہیں ہو رہا احباب سے صحتِ کاملہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(منور احمد صادق - لاہور)

مجاہدین تحریکِ جدید توجہ فرمائیں

سیدنا حضرت فضل عمر المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

"یاد رکھو کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے لئے ایک دانہ بھی خرچ کرتا ہے خدا تعالیٰ اس کو بڑھاتا ہے اور اتنا بڑھاتا ہے کہ کسی کو اس کی امید بھی نہیں ہوتی ۔۔۔۔ تم یہ مت گمان کرو کہ تمہاری قربانیاں ضائع چلی جائیں گی۔ خدا تعالیٰ نے اس کے بدلہ میں تمہارے لئے جو انعام مقرر کیا ہے وہ تمہارے وہم و گمان سے بھی بالا ہے۔"

تحریکِ جدید کے مالی سال کے ختم ہونے میں قریباً دو ماہ باقی رہ گئے ہیں اِس لئے ہمارے مجاہدین تحریکِ جدید کو چاہیئے کہ وہ اس قلیل عرصہ میں اپنے وعدوں کے مطابق جلد سے جلد ادائیگی کرکے اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی برکات کے مستحق بنیں۔

(وکیل المال اوّل تحریکِ جدید - ربوہ)

اللہ تعالیٰ کے فیوض حاصل کرنے کا ذریعہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

"نماز بھی گناہوں سے بچنے کا ایک آلہ ہے۔ نماز کی یہ صفت ہے کہ انسان کو گناہ اور بدکاری سے ہٹا دیتی ہے۔ سو تم ویسی نماز تلاش کرو اور اپنی نماز کو ایسی بنانے کی کوشش کرو۔ نماز نعمتوں کی جان ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فیض اسی نماز کے ذریعے سے آتے ہیں سو اس کو سنوار کر ادا کرو تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کے وارث ہو۔" (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۲۶)

(مہتمم تربیت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ - ربوہ)

ایک اقتباس

جناب غلام احمد صاحب پرویز اپنی کتاب "معراج انسانیت" میں رقمطراز ہیں:-

"رسالت قرآن میں محفوظ ہے اور جب تک قرآن باقی ہے رسالت بھی باقی ہے۔ باقی رہی امامت (امارت) سو اس کا نظام ملت خود قائم کر سکتی ہے اس کے لئے کسی مامور من اللہ کی ضرورت ہی نہیں۔ مہدی، مجدّد، مسیح موعود کے تصوّرات غیر قرآنی ہیں اور ظلّ و بروز کے نظریات یکسر مجوسی حلول اور آریائی اوتار کے چربے، جن کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں۔"

(معراج انسانیت ۔ معارف القرآن جلد چہارم۔
از غلام احمد صاحب پرویز صفحہ ۸۰۷ ناشر ادارہ طلوع اسلام)

اِسلام کا غالب آنا ہر شک و شبہ سے بالا ہے

(بقیہ صفحہ اوّل)

نے قربانیاں کیں آپؐ کی اور آپؐ کے صحابہؓ کی قربانیوں کی وجہ سے عید تو آنے والی ہے۔ یُسر بھی ایک عید ہے جس کا آنا اب یقینی ہے۔ سوال صرف اتنا ہے کہ اس کے لانے میں ہمارا حصہ کتنا ہوگا۔"

(خطباتِ محمودؓ جلد اوّل صفحہ ۲۷۳)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴